ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

کلامِ اقبال پر عربی شعر وادب کے اثرات

سیف اللہ رضوی، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر سمیرا اکبر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract:
Iqbal's claim denies no fact that his poetry is sparkled with the colours taken from the rainbow of Arabian literature. His poetic diction owes much to the allusions, stylistics and devices that enrich Arabic literature and lend it distinguished status in world literature. The mention of great Arabic poets like Ibn badron, Abu al-Ala al Marri, Zuhayr bin Abi Sulma, Ka'b ibn Zuhayr, Imru'al-Qais in Iqbal's poetry both in Urdu and Persian conforms to the stance that Eastern literature leaves glaring marks on his poetry.
Key words: Allama Iqbal, Urdu Poetry, Arabic, Literature, Zuhayr bin Abi Sulma, Ka'b ibn Zuhayr, Imru'al-Qais

اقبال کے کلام اور فکر کو سمجھنے کے لیے عربی ادب کا مطالعہ ضروری ہے۔ خود اقبال کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ان کی شاعری اور فکر کی اصل روح حجازی ہے۔

اقبال کے ہاں حجاز، صحرا، نخیل وغیرہ کے الفاظ جس تواتر سے استعمال ہوئے ہیں، اُن سے ذہن فوراً سرزمینِ عرب اور وہاں پروان چڑھنے والے تمدن اور تہذیب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اقبال کے لیے عربی فضا اور ماحول ایک آئیڈیل کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ اس فضا اور ماحول سے وابستہ ہر شے نہ صرف انھیں عزیز ہے بلکہ جذبات واحساسات سے لے کر فکر کی اعلیٰ ترین سطحوں تک انہیں متحرک رکھتی ہے۔

اقبال کے ذہن وفکر پر حجاز اور اس سے وابستہ تہذیب کا اتنا گہرا اثر ہے کہ وہ فطرت کے بعض اہم مظاہر کو بھی اس حوالے سے دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ایسی علامتیں جو اردو کی قدیم ادبی روایت کا حصہ ہیں، اقبال کے اشعار میں آکر منقلب ہو جاتی ہیں اور ان کی مخصوص شعری فضا کا حصہ بن جاتی ہیں۔ مثلاً اقبال کی ہاں ''لالے'' کی علامت بیسیوں مقامات پر استعمال ہوئی ہے۔ اس علامت کو اقبال نے کہیں تو روایتی انداز میں استعمال کیا ہے لیکن یہ اس دور کی بات ہے جب ان کی فکر تشکیل پذیری کے مراحل میں تھی لیکن بعد میں ''لالے'' کی ایک بالکل نئی علامتی اہمیت ان کے ہاں راہ پاتی ہے جس کا تعلق تہذیب حجاز سے بنتا ہے۔

یہ چمن وہ ہے کہ تھا جس کے لیے سامانِ ناز
لالۂ صحرا، جسے کہتے ہیں تہذیب حجاز (۱)

بقول عابد علی عابد:

''اقبال لالۂ صحرا کو عرب کی اور فقط عرب کی مخصوص ثقافت کی علامت کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔'' (۲)

یہ طے شدہ امر ہے کہ اقبال کی شاعری میں سرزمینِ حجاز اور اس کے متعلقات سے گہری وابستگی پائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں نخیل، بانگ رحیل، آہو کا خرام، صحرا، صحرانورد، ریگ، ریت کے ٹیلے، شتربان، ناقہ، لیلیٰ، قیس، محمل وغیرہ الفاظ جہاں جہاں ان کے اشعار میں آئے ہیں، صحرائے عرب کے مناظر ذہن میں جاگ اٹھتے ہیں۔ یہ تمام الفاظ اور ان سے وابستہ مضامین قدیم عرب شعرا کو بے حد مرغوب رہے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

صحرائی زندگی کے بارے میں اقبال کی نظم 'خضرِ راہ' اہم ہے کہ اس میں شاعر کے بعض استفسارات، جن میں ایک سوال خضرؑ کی صحرانوردی کے بارے میں بھی ہے، کے جواب میں خضرؑ کی گفتگو جس طور صحرانوردی اور اس کے مناسبات کو سامنے لاتی ہے اس سے صحرائے عرب کی قدرتی مناظر کی تصویر کشی بھی ہوتی ہے اور صحرائی زندگی کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کیوں تعجب ہے مری صحرا نوردی پر تجھے
یہ تگا پوئے دمادم زندگی کی ہے دلیل
اے رہینِ خانہ تو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہی جب فضائے دشت میں بانگِ رحیل
ریت کے ٹیلے پہ وہ آہو کا بے پروا خرام
وہ حضر بے برگ و ساماں وہ سفر بے سنگ و میل
وہ نمودِ اخترِ سیماب پا ہنگام صبح
یا نمایاں بامِ گردوں سے جبینِ جبرئیل
وہ سکوتِ شامِ صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہوئی چشم جہاں بینِ خلیلؑ
اور وہ پانی کے چشمے پر مقام کارواں
اہل ایماں جس طرح جنت میں گردِ سلسبیل
تازہ ویرانے کی سودائے محبت کو تلاش
اور آبادی میں تو زنجیریٔ کشت ونخیل
پختہ تر ہے گردشِ پیہم سے جامِ زندگی
ہے یہی اے بے خبر رازِ دوامِ زندگی (۳)

''خضرِ راہ'' کا یہ حصہ جس خوبصورتی سے صحرائے عرب کے جملہ مناظر کو نگاہوں کے سامنے لاتا ہے وہ اقبال کی ہنرمندی کی دلیل ہی نہیں بلکہ ان کی اس مخصوص فکر، خاص طور پر نظریۂ حرکت کی عکاسی بھی کرتا ہے جسے وہ صحرا کی پیہم رواں اور متحرک زندگی سے جوڑ کر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔
پروفیسر مرزا محمد منور، اقبال کے ان اشعار پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''فضائے دشت میں بانگ رحیل، ریت کے ٹیلے، آہو کا بے پروا خرام، بے برگ وسامان حضر، بے سنگِ میل سفر، پانی کے چشمے پر مقام کارواں وہ مناظر ہیں کہ ذہن کو عربی قصائد نگاروں کی طرف لوٹالے جاتے ہیں۔ پانی کے چشمے اور سلسبیل والا شعر عربی اور اسلامی روح کا دلآویز امتزاج ہے۔ زنجیریٔ کشت ونخیل والا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

شعر بھی توجہ طلب ہے، وہ اس لیے کہ اقبال نے جس آبادی کو پیشِ نظر رکھا ہے وہ صحرائی آبادی ہے جہاں زنجیریں مختصر سی کھیتی باڑی اور نخلستان ہوتے ہیں۔''(۴)

یہ بات درست ہے کہ اقبال نے سرزمین حجاز پر کبھی قدم نہیں رکھا اور نہ ہی کبھی یہ مقامات یا مناظر ان کی نظر سے گزرے لیکن اقبال کے ذوقِ مطالعہ کی داد دینا پڑتی ہے کہ وہ نہ صرف قرآن و حدیث کے علوم سے بخوبی آگاہ تھے بلکہ عربی شاعری کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے اور عربی شعراء کے احوال وآثار سے پوری طرح آگاہ تھے۔ ابن بدروں، ابو لعلا معری، زہیر بن ابی سلمیٰ، کعب بن زہیر اور امرؤالقیس کا ذکر تو انہوں نے باقاعدہ نام لے کر اپنی اردو اور فارسی شاعری میں کیا ہے۔ عربی قصائد میں خصوصیت کے ساتھ جن فطری مناظر کا ذکر ہوا ہے ان میں فلکِ نیلگوں، صحرائے بے آب و گیاہ، مسافروں کے قافلے، اونٹوں کی طویل اور موزوں قطاریں، ریگستان اور دامنِ کہسار میں نصب شدہ خیمے اور ان کی طنابیں، خیموں کے اکھڑ جانے پر ان کے آثار، جنہیں عربی میں اطلال کہتے ہیں، شامل ہیں۔

اقبال کی ایک دوسری نظم ذوق وشوق میں بھی یہی صورت حال نظر آتی ہے:

سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحابِ شب
کوہِ اضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں
گرد سے پاک ہے ہوا، برگِ نخیل دُھل گئے
ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثل پرنیاں
آگ بجھی ہوئی اِدھر، ٹوٹی ہوئی طناب اُدھر
کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں(۵)

ان اشعار میں کوہِ اضم، برگِ نخیل، ریگِ نواحِ کاظمہ، اقبال کو مدینۃ النبیؐ کی یاد دلاتا ہے۔ جناب رسالت مآب ﷺ سے ایک قلبی تعلق اور روحانی عقیدت کی بناء پر اقبال کو مدینہ منورہ سے ایک خاص تعلق ہے۔ اسی طرح بُجھی ہوئی آگ، ٹوٹی ہوئی طناب اور کاروانوں کے گزرنے کا حوالہ عربی شاعری میں ملتا ہے جسے اقبال نے ایک خاص ماحول کی منظر کشی کے لیے استعمال کیا ہے۔ نخیل کا حوالہ اقبال کے کئی اشعار میں ملتا ہے ایک جگہ نخیل بے رطب کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ نظم ''مسجد قرطبہ'' میں بھی نخیل کا حوالہ موجود ہے جس میں مسجد قرطبہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

تیری بنا پائدار تیرے ستوں بے شمار
شام کے صحرا میں ہو جیسے ہجومِ نخیل(۶)

سرزمین حجاز کے بعد اقبال جس سرزمین سے اپنی دلی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں وہ سپین کی سرزمین ہے، اس حوالے سے بال جبرئیل کی نظمیں ''دعا''، ''مسجد قرطبہ''، ''ہسپانیہ''، ''طارق کی دعا'' اقبال کے سرزمینِ سپین سے ایک خاص جذباتی تعلق کی آئینہ دار ہیں۔ ایک نظم بعنوان ''عبدالرحمٰن اوّل کا بویا ہوا کھجور کا پہلا درخت، سرزمین اندلس میں''، عبدالرحمن کے عربی اشعار کا آزاد ترجمہ ہے۔ اسی طرح ''قید خانہ میں معتمد کی فریاد'' بھی اسی پس منظر کی حامل نظم ہے۔ ان نظموں کا مطالعہ اقبال کی اس گہری دلچسپی کا پتہ دیتا ہے جو انہیں اندلس کی تاریخ، ادب اور آثار سے تھی۔

عبدالرحمٰن الداخل ادبی ذوق کا حامل بلند پایہ شاعر تھا۔ اس کی دل میں کھجوروں کے اس دیس کی محبت زندہ تھی جہاں سے اُسے جان بچا کر نکلنا پڑا، چنانچہ اس نے ریگ زارِ عرب سے کھجور کا ایک پودا منگوا کر اپنے محل کے سامنے لگوایا اور کھجور کے اس درخت کو مخاطب کر کے اپنی غربت کی داستان اس درد انگیز پیرائے میں سناتا ہے:

تبدَّتْ لنا وسْطَ الرُّصافة نخلةٌ
تناء تُ بأرضِ الغرب عن بلدالنخلِ
فقلتُ شبيهى فى التغرُّب والنوى
وطول التّنائي عن بني وعن اهلي
نشأتِ بارض أنتِ فيها غريبةٌ
فمثلكِ فى الإقصاءِ و المُنتأى مثلي
سقتكِ غوادي المُزْن من صَوبها الذي
يسِحُّ وتسمتري السِّماكَين بالوَبل(۷)

(ایک کھجور کادرخت رصافتہ کے بیچ میرے پیشِ نظر ہے جو ارضِ مغرب میں آکر کھجوروں کی سرزمیں سے دور ہو گیا ہے۔ میں نے کہا تو بھی میری طرح ہی ہے غربت میں، فراق میں اور اپنے عزیزوں سے طویل دوری میں۔ تو نے ایسی سرزمین میں پرورش پائی ہے جہاں تو غریب الوطن ہے۔ دُوری اور جدائی میں تیری مثال ایسی ہے جیسی کہ میری۔ صبح کے بادل تجھے بارش سے سیراب کریں وہ بارش جو موسلادھار ہوتی ہے اور (سماکین ود وستاروں کا نام) سے مسلسل پانی لے کر نیچے گراتی ہے۔)

اقبال کے ترجمہ کردہ اشعار یہ ہیں:

میری آنکھوں کا نُور ہے تو — میرے دل کا سرور ہے تو
اپنی وادی سے دور ہوں میں — میرے لیے نخل طور ہے تُو
مغرب کی ہوا نے تجھ کو پالا — صحرائے عرب کی حور ہے تُو
پردیس میں ناصبور ہوں میں — پردیس میں ناصبور ہے تُو

غربت کی ہوا میں بارور ہو
ساقی تیرا نم سحر ہو(۸)

''قید خانہ میں معتمد کی فریاد''، بالِ جبریل کی ایک دوسری نظم ہے جو معتمد بن معتضد عبادی کے جسیہ اشعار کا ترجمہ ہے۔ معتمد، اشبلیہ کا حاکم اور عربی شاعر تھا جسے یوسف بن تاشفین اور اس کے حلیفوں نے گرفتار کر کے ایک دور دراز مقام میں قید کر دیا تھا۔

معتمد کے عربی اشعار درج ذیل ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

غَریبٌ بأرض المغربین أسیرُ ـــ سَیبکی علیہ منبرٌ و سریرُ
وتَندُبہ البیضُ الصَّوارمُ والقَنا ـــ وینھلُّ دمعٌ بینھن غزیرُ
مضیَ زمنٌ والملک مستأنِسٌ بہ ـــ وأصبحَ عنہ الیوم وھو نَفُورُ
ویلحظُنا الزّاھی وسعدُ سُعودہ ـــ غُیورَینُ الصَّبُّ المحبُّ غیورُ
تُراہ عسیراً أم یسیرا مَنَالُہ ـــ ألا کلُّ ماشاء الإلٰہُ یَسیرُ(9)

اقبال نے ان اشعار کا ترجمہ یوں کیا ہے:

اک فغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی
سوز بھی رخصت ہوا، جاتی رہی تاثیر بھی
مردِ حُر زنداں میں ہے بے نیزہ وشمشیر آج
میں پشیماں ہوں، پشیماں ہے مری تدبیر بھی
خود بخود زنجیر کی جانب کھنچا جاتا ہے دل
تھی اسی فولاد سے شاید مری شمشیر بھی
جو مری تیغ دو دم تھی اب مری زنجیر ہے
شوخ و بے پروا ہے کتنا خالقِ تقدیر بھی(۱۰)

بالِ جبریل میں اقبال کی ایک نظم ''ابو لعلا معری'' شامل ہے۔ابو العلا معری عربی شاعری کے اس انقلابی دور سے تعلق رکھتا ہے جب شاعری میں فکر و فلسفہ کا عنصر شامل ہوا اور مصری شعور اجاگر ہوا اور شعر کو منطق، فلسفہ اور اصولِ اخلاق سے وابستہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

اقبال اور ابو لعلا معری میں بعض اہم مسائل پر بنیادی اختلافات بھی موجود ہیں لیکن اس امر میں بھی شبہ نہیں کہ اقبال نے معری کی دو کتب (جن کا حوالہ نظم ''ابو لعلا معری'' میں آیا ہے) کا مطالعہ کر کے اس کے افکار میں نہ صرف دلچسپی لی بلکہ انہیں اپنے اشعار کا موضوع بنایا۔ایک مثال ملاحظہ ہو:

قد أصبَحَ الدینُ مضمحِلَّا
وغیَّرَتْ ایہُ الدھور
فلا زکوٰۃ ولاصیام
ولا صلوٰۃ ولا طَھورُ(۱۱)

(اب مذہب کی روح ختم ہو چکی ہے اور زمانے کی رو سے اس کے نقش بگڑ گئے ہیں نہ نمازیں خالص رہی ہیں، نہ وضو، نہ سخاوت نہ روزہ۔)

اقبال کہتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے (۱۲)

"ضربِ کلیم" میں اقبال کی ایک نظم "تقدیر" ابلیس و یزداں کے درمیان مکالمے کی صورت میں موجود ہے۔اس نظم کے بارے میں اقبال نے لکھا ہے: "ماخوذ از محی الدین عربی" یہ نظم یوں ہے:

اے خدائے کن فکاں! مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانی نزدیک و دور و دیر و زور
صرف 'استکبار' تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں، مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

یزداں:

کب کھلا تجھ پر یہ راز، انکار سے پہلے کہ بعد؟

ابلیس:

بعد! اے تیری تجلی سے کمالاتِ وجود

یزداں:

(فرشتوں کی طرف دیکھ کر)

پستیِ فطرت نے سکھلائی ہے یہ حجت اسے
کہتا ہے تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود
دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلہ سوزاں کو خود کہتا ہے دود (۱۳)

اقبال نے اس نظم کے مضمون کو ابن عربی کی کتاب "فتوحاتِ مکیہ" سے اخذ کیا ہے اور یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ بعض اشعار میں عربی شاعروں کی لفظیات اور بعض میں مضمون تک اقبال نے مستعار لے لیا ہے اس سے خدانخواستہ اقبال کے شعری مرتبے پر حرف نہیں آتا بلکہ اُن کے وسعتِ مطالعہ کی داد دینا پڑتی ہے کہ ان کی نظر کہاں کہاں پڑی ہے اور جس چیز کو انہوں نے اپنے ذوق اور فکر کے مطابق جانا، اُسے قبول کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

آخر میں چند مثالیں عربی شعراء کے کلام سے جو اقبال کے پیشِ نظر رہے اور کسی نہ کسی حوالے سے اقبال پر اثر انداز ہوئے۔ گزشتہ سطور میں عبدالرحمٰن الداخل، معتمد اور معری کا ذکر ہو چکا لیکن یہ وہ شعراء ہیں جو عربی شاعری کے انقلابی دور سے تعلق رکھتے ہیں جب عربی شاعری میں فکر و فلسفہ نے راہ پائی اور اس کا رنگ ڈھنگ نئے دور کے تقاضوں کے تحت بدلنا شروع ہوا۔ قبال کا ذہن رسا، عربی شاعری کے ابتدائی دور تک بھی پہنچا ہے جس کی ایک ہلکی سے جھلک صحرا سے متعلق لفظیات کی صورت میں اوراقِ گزشتہ میں پیش کی جا چکی ہے۔اقبال کے اشعار میں بعض جگہ عربی شعروں کا پَرتو نظر آتا ہے۔

اس سلسلے میں عربی شعراءاور کلامِ اقبال سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں جن میں فکری اور معنوی ربط کا احساس ہوتا ہے:

ما أَوْجُهُ الحَضَرِ المُسْتَحسنَاتُ بِهِ
كأَوْجُهِ البَدَوِيَّاتِ الرَّعابيبِ
حُسْنُ الحِضارَةِ مَجلُوبٌ بتَطْرِيَةٍ
وَفي البِداوَةِ حُسَنٌ غيرُ مَجلوبِ(۱۴)

(شہری حسینوں کے چہرے صحرا کے سفید اور گداز عورتوں کے چہروں کے برابر خوبصورت نہیں ہیں شہری عورتوں کا حسن مانگ پٹی کا مرہونِ منت ہے اور صحرا نشین عورتوں کے حسن میں تکلف نہیں۔)

اقبال کہتے ہیں:

حسن بے پروا کو اپنی بے نقابی کے لیے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن (۱۵)

متنبی کا شعر ملاحظہ ہو:

وَقَدْ فارَقَ النّاسُ الأحِبّةُ قَبْلَنَا
وأعْيَا دَوَاءُ المَوْتِ كُلُّ طَبيبِ(۱۶)

(ہم سے پہلے بھی لوگ اپنے دوستوں سے جدا ہوئے ہیں اور موت کی دوا نے تو تمام طبیبوں کو عاجز کر دیا ہے۔)

اقبال کہتے ہیں:

کہتے ہیں اہل جہاں دردِ اجل ہے لا دوا
زخمِ فرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا(۱۷)

امرؤالقیس:

تضِيءُ الظَّلَامَ بالعِشاءِ كأنَّها
مَنَارَةُ مُمْسَى راهبٍ متبتِّلِ(۱۸)

(میری محبوبہ اپنے حسن سے شام ڈھلے تاریکیوں کو روشن کر دیتی ہے۔ گویا وہ تارک الدنیا راہب کا چراغ ہے (جو شام کے وقت روشن کر دیا جاتا ہے)

يُضِيءُ سَنَاه أَو مصابيحُ راهبٍ
أهانَ السَّلِيطَ فى الذُّبال المفتَّلِ(۱۹)

(یہ بجلی چمک رہی ہے یا کسی راہب نے پہاڑ پر چراغ روشن کر دیئے ہیں اور بٹی ہوئی بستیوں کو فراواں تیل دیا ہے۔)

اقبال کہتے ہیں:

گماں آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی (۲۰)

"منارۃ راھب" اور "مصابیح راھب" کو قندیل رہبانی کہہ کر اپنی بات ایک خوبصورت انداز میں کہہ جانا اقبال ہی کے لیے ممکن تھا کہ جن کے پسِ منظر میں جیتا جاگتا اور توانا عربی شعور بولتا ہوا نظر آتا ہے۔

اردو کلام کی تحدید مانع ہے و گرنہ اقبال کے فارسی کلام پر نگاہ ڈالی جائے تو وہ سر تا سر عربی تلمیحات و استعارات میں بھرا ہوا ہے۔ اگر اقبال کے فارسی کلام ہی کے حوالے سے عربی اثرات کا جائزہ لیا جائے تو کئی کتابیں ترتیب پا سکتی ہیں۔

حوالہ جات

1۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص: ۱۷۱
2۔ عابد علی عابد، شعرِ اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۷۷ء، ص: ۳۰۱
3۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۲۸۶۔۲۸۷
4۔ محمد منور، میزانِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۳ء، ص: ۲۴
5۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۴۳۸
6۔ ایضاً، ص: ۴۲۲
7۔ عبدالرحمٰن الداخل، دیوان عبدالرحمٰن الداخل، بیروت: دارالمعرفہ، ۱۹۸۳ء، ص: ۲۱
8۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۴۲۹
9۔ معتمد، دیوان المعتمد بن عباد، القاہرہ: دار الکتب المصریہ، ۲۰۰۰ء، ص: ۹۸۔۹۹
10۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۴۲۸۔۴۲۹
11۔ ابوالعلاء المعرّی، اللزومیّات، القاہرہ: مکتبۃ الخانجی، ۱۹۴۲ء، ص: ۳۱۶
12۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۲۳۱
13۔ ایضاً، ص: ۵۵۹۔۵۶۰
14۔ متنبی، دیوان المتنبی، بیروت: دار بیروت، ۱۹۸۳ء، ص: ۴۲۹
15۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۳۶۷
16۔ متنبی، دیوان المتنبی، ص: ۳۲۲
17۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۲۶۳
18۔ امرؤالقیس، دیوان امرؤالقیس، بیروت: دار المعارف، ۱۹۸۴ء، ص: ۱۷
19۔ ایضاً، ص: ۲۴
20۔ اقبال، کلیاتِ اقبال، ص: ۳۰۱